کتاب ملنے کا پتہ:- مولوی محمد ابراہیم - محلہ کچی باغ - شہر بنارس

فیصلہ علم غیب

اس رسالہ میں نہایت حکیمانہ اور منصفانہ فیصلہ مسئلہ علم غیب کا کیا گیا ہے

موسوم بہ

شہادۃ العدول علیٰ علم غیب الرسول

مع عقیدہ نامہ

مولفہ

عالم محقق جناب مولانا مولوی محمد ابراھیم صاحب حنفی چشتی نظامی بنارسی نے

سلیمانی پریس محلہ گائگھاٹ شہر بنارس میں چھپوا کر شایع کیا

بار اول ۵۰۰ جلد — قیمت فی جلد ۱/ — سنہ ۱۹۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله العليم الاعلم وعلم الانسان ما لم يعلم۔ وقال لنبيه وعلمك ما لم تكن تعلم۔ ولا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول ثبت هذا بقوله الحق ولا شك ان نعمة تعالى و تكرم ارتضى بنبيه الاكرم۔ فاظهر عليه كثيرا من غيوبه فعلمها وعلمها من كان لا يعلم واخفى بعضها على ما رأى من المصالح والحكمة فصلى الله عليه وآله وصحبه وسلم۔

اما بعد۔ اس زمانہ میں عقیدہ علم غیب نہایت مختلف فیہ اور معرکۃ الآرا مسئلہ ہو رہا ہے جس سے عوام میں سخت فتنہ بپا ہے حالانکہ نہ عوام کے لائق یہ مسئلہ ہے نہ انہیں اونکو پڑنے کی ضرورت مگر بے خبر و ناتجربہ کار علمائے امت نے موافق اپنی دانش و بینش کے وہ روش اختیار کیا جس سے بجائے فائدہ کے صریح نقصان ہوا۔ اور بجائے تصحیح اعتقاد کے سخت سے سخت سقم و فساد پیدا ہوا حتی کہ تبادلہ دشنام و غیلہ سے نوبت تکفیر و ملاعنہ پہونچی عیاذاً باللہ اور فریقین سے صدہا رسائل مع دلائل شایع ہوگئے مگر نتیجہ فضول ثابت ہوا نہ مثبتین سے کوئی منکر ہوا نہ منکرین سے کوئی مثبت ہوا کل حزب بما لديهم فرحون فالله يحكم فيما هم يختلفون۔

اس وقت بنارس کے محلہ مدنپورہ میں علم غیب کے متعلق سخت نزاع ہو رہی ہے پس بعض احباب کے اصرار سے مجبور ہو کر بنظر احقاق حق و ابطال باطل چند سطور لکھے جاتے ہیں جس سے حق طلب کو یقیناً نفع ہوگا اور اپنی خلوص سے یہ بھی امید ہے کہ فساد بھی رفع ہوگا۔ انشاء اللہ۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم بجاه نبيك الكريم صلى الله عليه وآله وصحبه افضل الصلوة والتسليم۔

بندہ لاشیء ابو نعیم محمد ابراہیم عفا اللہ عنہ خادم العلم بنارس کچی باغ۔ ۲۹۔ صفر المظفر ۱۳۳۵ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاقول مستعینا باللہ ومتوکلا علیہ وھو ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔
واضح ہو کہ فقیر بے بضاعت بل لا شئ فی الحقیقت کو فریقین سے رسائل و دلائل دیکھنے کا اتفاق
ہوا غور و تعمق کرنے سے دو باتوں کا تحقیق ہوا اول یہ کہ اس بارہ میں موافق و مخالف
سب کا اتفاق معلوم ہوا کہ علم غیب استقلالی و ذاتی مخصوص بذات باری ہے اور ذات انبیاء علیہم السلام
صفت علم ذاتی سے قطعاً عاری ہے بلکہ اسکا مجوز وآمر یقیناً مشرک وکافر ہے دوسرے
اس میں بھی سب کا اتفاق معلوم ہوا کہ خداوند علام الغیوب نے بفحوائے وماکان اللہ لیطلعکم
علی الغیب ولکن یجتبی من رسلہ من یشاء ونیز فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی
من رسول اپنے نبی کریم رؤف ورحیم مخبر الغیوب حبیب و محبوب احمد مجتبےٰ محمد مرتضےٰ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اکثر و بیشتر غیوب کو ظاہر فرمایا چنانچہ احادیث و سیر کے دیکھنے والوں پر
مخفی نہیں کہ بیش از بیش غیبی خبریں آپنے بتلائی بعض کا ظہور بلا فرق سرمو آپکے زمان خیر
و برکت نشان میں ہو گیا اور بعض کا ہو رہا ہے اور بعض کا آئندہ ہو گا فاجمع المسلمون
علیھما بلانکیر فیفتی علی من خالف واحد امنھما بالتکفیر چنانچہ ہر ایک کا ثبوت ذیل میں درج ہے

ثبوت قول اول باختصاص علم ذاتی بذات باری

علامہ رئیس المشتبین جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی جنہوں نے اثبات غیب
نبوی کے خاص بحث میں متعدد رسائے جیسے مالئ الجیب بعلوم الغیب اور اللؤلؤ
المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون اور انباء المصطفےٰ بحال سر و اخفی وغیرہا تحریر
فرماتے ہیں:۔ بس علامہ ممدوح اپنے آخر کے رسالے میں دفع ایہام شرک و رفع الزام مساوات
علم باری تعالی کے لئے فرماتے ہیں۔ افسوس ان شرک فروش اندہوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم

الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ

نامحدود یہ محدود وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں

کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو علی ہذا القیاس کل علماء مثبتین کا ایسے فرقوں پر صراحت

ہے ملاحظہ ہو [illegible] الدین فی اثبات علم جمیع الاشیاء لسید الانبیاء وخاتم المرسلین اور تنبیہ العقول

حسن علم غیب الرسول و بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ وغیرہا من الرسائل۔

ثبوت قول دوم بہ نسبت اظہار غیوب نبی محبوب صلے اللہ علیہ وسلم

علامہ افضل المنکرین جناب مولانا امین القضاۃ صاحب لکھنوی جنہوں نے خاص انکار علم غیب کی
بحث میں متعدد رسالے جیسے التحقیق المجتبیٰ فی علم المصطفیٰ اور البیان الصائب فی
تفنید علم الغائب اور ابراز المکنون فی مبحث العلم بما کان وبما یکون اور ازاحۃ
العیب فی مبحث علم الغیب تحریر فرمائے ہیں پس اپنے رسالہ اول الذکر میں بر ثبوت اظہار
غیوب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لاریب فی ان اللہ عزوجل قد اظہر
حبیبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کثیر من غیوبہ علی ما دلت
علیہ الآیات القرآنیہ ونطقت بہ الاحادیث القویہ کما قال العلامۃ
ابن حجر المکی فی المنح المکیہ فی شرح الہمزیہ وحاصل شیء من ذلک بما یدل
علی کثرۃ ما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیوب ما فی القرآن منہا ما لا
یحیط بہ حد وخبر الطبرانی ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما
ہو کائن الی یوم القیمۃ کما انظر الی کفی ہذا وخبر ابی داؤد قام فینا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فما ترک شیئاً الی قیام الساعۃ الا حدثنا وفی الحدیث

انظر بعلمت علم الاولین والاخرین الخ خلاصہ حاصل یہ ہے کہ یہ تقریر تم کو تبلا رہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے غیبی باتوں کی خبر دیا آپ کے غیوب بیں سے جسقدر قرآن میں ہے وہ غیر محدود ہیں۔ طبرانی کی حدیث ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا کو میرے لئے اوٹھا دیا بس میں دنیا کی طرف اور ان چیزوں کی طرف جو قیامت تک ہونے والی ہیں اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسا کہ اپنی ہتھیلی کی طرف دیکھتا ہوں اور ابو داؤد میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے بس قیامت تک جو باتیں ہونے والی تھیں اونکو تبلا دیا اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا آنحضرت نے میں نے علم الاولین والآخرین کو جان لیا الخ اسی طرح بہت سی غیبی خبروں کے تبلانے کی سند پانچویں صفحہ تک علامہ ممدوح نے نہایت بسط و تفصیل سے مع حوالہ نقل فرمائی ہے علی ہذا القیاس کل علمار منکرین غیب نبوی اظہار غیوب کثیرہ کے قائل ہیں جس سے مقصود مثبتین کا حاصل ہے اور بظاہر فریقین میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ اصل منشار اختلاف کا صرف یہ تھا کہ مثبتین کے گمان میں منکرین کا یہ جرم نہایت سنگین معلوم ہوا کہ وہ حضرت کو عالم الغیب کہنا روا نہیں سمجھتے حالانکہ ان کے رسائل میں ان واقعات مندرجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب جاننا اور بہ ظاہر ہونا ثابت ہے اور منکرین کے گمان میں مثبتین پر الزام کفر و شرک اس معنے کر کے تھا کہ آیات قرآنیہ سے جب علم غیب کا انحصار ذات کردگار خدا و ندپروردگار میں ہے تو اسکے سوا دوسری ذات پر اس کا اطلاق اشتراک للتسمیہ کی وجہ سے شرک ہے مگر فاضل بریلوی نے علم اللہ و علم الرسول میں جو ممتاز اور بیّن تفرقے دکھلائے ہیں انکی وجہ سے کوئی منصف باخبر اور ماہر فن شرک نہیں کہہ سکتا چنانچہ شرح عقائد نسفی کی عبارت ذیل قول لا یشبہ

شئی شاہد عدل ہے فقد صرح بان المماثلۃ عندنا انما تثبت بالاشتراک فی جمیع الاوصاف حتیٰ لو اختلفا فی وصف واحد انتفت المماثلۃ - ترجمہ مذکور تصریح کی گئی ہے کہ مماثلت اوسوقت ثابت ہوتی ہے جب تمام اوصاف میں شرکت ہوجائے حتی کہ اگر ایک وصف میں بھی اختلاف ہوگا تو مماثلت و مساوات ہنوگی اور یہاں دونوں علموں میں فاضل بریلوی نے آٹھ وجوہ سے فرق دکھلائے ہیں (دیکھو عبارت منقولہ بالا)

پس بادی النظر میں کوئی معتد بہ اختلاف فی الحقیقت نہیں معلوم ہوتا مگر باوجود اس اتفاق واتحاد مقصود کے نہایت پیچدار دو اختلاف فریقین میں ہے جو ایک کو دوسرے کے پیچ سے نکلنے نہیں دیتا۔ پہلا اختلاف یہ کہ منکرین کا قول ہے کہ خدا کے بتلادینے سے جو غیب معلوم ہو وہ غیب نہ رہا اور نہ اوسکو غیب کہہ سکتے ہیں چنانچہ علامہ لکھنوی نے بعد نقل اخبار کثیرہ متعلقہ غیوب نبوی فرمایا ہے لکن مع ذلک لایجوز اسناد علم الغیب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم اصلا لاحقیقۃ ولا مجازا الخ یعنے باوجود ان غیوب کثیرہ تبلانے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف علم غیب کی نسبت کرنا ہرگز جائز نہیں ہے نہ حقیقی طور پر نہ مجازی طور پر اسکے بعد اپنے دلائل مزعومہ کو پیش کرکے مدعا کو ثابت کیا ہے جسکے متعلق اپنے فہم ناقص کے متعلق عنقریب کچھ گذارش کروں گا۔ فانتظر

اور یہی منکرین کا وہ زبردست اختلاف ہے کہ مثبتین کو کسی طرح راضی نہیں ہونے دیتا نفس مقصود میں معنیً کوئی خلاف نہیں پس کسی نجرکار مصنف کا یہ مقولہ کہ علم غیب میں صرف نزاع لفظی ہے بہت ہی صحیح ہے

دوسرا اختلاف یہ کہ بعض مثبتین کا یہ فرمانا کہ دین و دنیا کے ہر کلی و جزوی سے آپ واقف ہیں جسکی تفصیل فاضل بریلوی اپنے رسالہ انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ میں اسطرح

فرمایا ہیں بے شک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمامی

اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا شرق تا غرب عرش تا فرش سب اونہیں دکھایا ملکوت

السموات والارض کا شاہد بنایا روز ازل سے آخر تک کا سب ماکان و مایکون

اونہیں بتایا۔ اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا علم عظیم حبیب

کریم افضل الصلوٰۃ والتسلیم اون سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر ہر رطب و یابس

جو پتا گرتا ہے۔ زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلا جان

لیا والحمد للہ حمداً کثیرا۔ علیٰ ہذا القیاس منیر الدین وغیرہ میں بھی اسی طرح علم غیب نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت فرمایا۔ اور یہی مثبتین کا وہ زبردست اعتقاد ہے جو منکرین

کو طرح طرح کے پیچ و تاب میں ڈالے ہوئے ہے اگر کسی طرح علم غیب کے قائل بھی ہوتے

ہیں تو اس حملہ سے اوکھڑ جاتے ہیں۔ اور بعضے واقعات حالت حیات مثل واقعہ

افک و تابیر نخل و نیز بعضے احادیث و آیات مشعرہ عدم علم غیوبات و لزوم مساوات

بعلم خالق البریات وغیرہ وجوہات پیش کرتے ہیں پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

ان دونوں اختلافوں کی بھی تحقیق کما ینبغی کردیجائے شاید ہادی مطلق کسی کو راہ

ہدایت نصیب کرے اور اپنا دلی مقصد حاصل ہو وھو یھدی من یشاء الی صراط

مستقیم۔

تحقیق اختلاف اول دربارہ اطلاق علم غیب

واضح ہو کہ فاضل لکھنوی کو باوجود اقرار اس بات کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیوب کثیرہ بلکہ غیر

محدودہ کا اظہار فرمایا ہے مگر آپکو عالم الغیب کہنے سے سخت انکار ہے اور مدار انکار کی صرف تین

وجہیں ہیں اول آیات قرآنیہ جیسے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو وغیرہما سے علم غیب کا حضرات باری میں ثابت ہی دوسرے کسی آیت یا حدیث وا ثر سے غیر ذات باری تعالیٰ میں علم غیب کا استعمال نہیں کیا گیا بلکہ حکم ہوا قل لا اعلم الغیب یعنی کہہ دیجئے کہ میں غیب نہیں جانتا اور اگر جانتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا۔ میرے علامہ زرقانی ابن حجر کی وصاحب بیضاوی وغیرہ علماء کبار نے جو تعریف غیب کی فرمائی ہے وہ محض غلط ہے (دیکھو التحقیق المجتبیٰ صفحہ ۶)

اب ہر ایک وجہوں کے متعلق علماء مثبتین جو خدشات وارد کرتے ہیں اونکو ملاحظہ فرمائی وجہ اول کے متعلق تو صرف یہ کہتے ہیں کہ بیشک علم غیب استقلالی مخصوص بذات باری ہے۔ لیکن آیات اظہار جیسے وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن یجتبی من رسلہ من یشاء اور فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول سے ثابت ہو گیا کہ خدا جس برگزیدہ رسول کو چاہے اپنا غیب تبلادے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا جب غیب کو تبلاتا ہے تو اوسکے تبلانے پر اوس غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو ہمارا اطلاق علم غیب کا نبی علیہ الصلوۃ والسلام اسی معنی کر کے ہے اور اگر تبلانے پر بھی علم نہیں ہوتا تو جہل نبوی وعجز خداوندی لازم ہوتا ہے وھذا لا یلیق بشانہا الا قدس باقی یہ کہنا کہ بعد تبلانے خدا کے وہ غیب نہ رہا بلکہ ظاہر ہو گیا پس علم ظاہر کہنا چاہیے نہ علم غیب بالکل غلط ہے ورنہ معاذ اللہ خدا کو بھی عالم الغیب کہنا جائز نہ ہوگا کیونکہ اوسکے علم سے کوئی ذرہ چھوٹا ہو یا بڑا زمین میں ہو یا آسمان میں پوشیدہ نہیں سب ظاہر ہے جیسا کہ سورہ سبا میں ارشاد ہے عالم الغیب ولا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات والارض ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین دیکھو اس آیت نے کتنا اچھا سبق دیا ہو کہ پہلے اپنی صفت عالم الغیب بیان کی پھر ساتھ ہی فرمایا کہ ہمپر سب ظاہر ہے معلوم ہوا کہ ہمارے اعتبار سے عالم الغیب ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم اپنے اعتبار سے عالم الغیب کہتے ہیں اس تعریف سے منکرین کے

نفرخدا یا نکا فور ہو جاتے تھیں جسکی عمدہ تفصیل آئندہ تقریر سے ثابت ہو جائیگی۔ دوسری وجہ کے متعلق التماس گذارش ہے کہ کسی لفظ کے عدم استعمال سے اوس لفظ کے استعمال کا عدم نہیں لازم آتا توضیح میں ہے کہ عدم القول لیس قولا بالعدم دیکھئے خدا کی صفت واجب الوجود سب کو مسلم ہے مگر قرآن وحدیث میں یہ لفظ خدا کی شان میں نہیں پایا گیا مگر چونکہ خدا کی صفت ازلی ابدی یا لم یزل ولا یزال مخصوص ہے اور اس صفت کے موصوف کے لئے واجب الوجود ہونا لازم ہے پس حکماء برابر اس کا استعمال کرتے ہیں اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ بلا اظہار کسی کے علم ہو جانا خدا کی صفت مخصوص ہے اور اظہار غیوب بھی خدا ہی کے لئے صرف مخصوص ہے۔ اور اظہار مستلزم علم مظہر علیہ ہے کما مرّ اور اسی معنے کر کے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسکو فاضل لکھنوی اپنے رسالہ التحقیق العجیب میں نقل کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ صحیح خبر میں وارد ہے علمت علم الاولین والاخرین یعنے مجھے تمام اولین و آخرین کا علم ہو گیا۔ یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں اول یہ کہ یہ علم بغیر اظہار خدا تھا یا باظہار خدا۔ شق اول کا تعلق سارے مخالفین و موافقین کو تسلیم نہیں اور شق ثانی میں اپنا مقصود حاصل ہے فالحمد للہ۔ دوسرے اشیاء اولین و آخرین خواہ کل ہوں یا بعض وہ حاضر تھے یا غائب حاضر کہنا محال ہے پس لا محالہ غائب کہنا پڑے گا وہو المقصود پس اس حدیث میں گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے کو عالم الغیوب فرما رہے ہیں۔ اگر چہ صراحۃً نہیں کنایۃً سہی والکنایۃ ابلغ من الصریح اس میں منکرین سے بڑی غفلت یہ ہوئی کہ اظہار غیب و اظہار علی الغیب میں جو فرق عظیم تھا اوس پر بالکل غور نہ کیا۔ ثانیاً تتبع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اجلہ علماء و اکابر فضلاء نے آپ پر اطلاق عالم الغیب کا کیا ہے حتی کہ بعض صحابہ جلیل القدر نے نبی کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے سامنے خاص اس صفت علم غیب سے آپکی مدح وثنا کی ہے اور آپ نے کبھی منع نہ فرمایا چنانچہ صحابہ کے چند اقوال مع حوالہ ملاحظہ فرمائیے زرقانی کی شرح مواہب ج ۳ میں حضرت حسان کے قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے

؎ فان قال فی یوم مقالۃ غائب * فتصدیقہا فی ضحوۃ الیوم اوغد او نیز مدایح نبویہ دوم میں مالک بن عوف کے قصیدہ میں ایک شعر یہ ہے ؎ ادفی اعطی للجزیل اذ اجتدی * ومتی تشا یخبرک عما فی غدٖ اور حضرت ابن رواحہ انصاری کا ایک شعر یہ ہے ؎ ارانا الہدی بعد العمی فقلوبنا * بہ موقنات ان ما قال واقع علاوہ اس کے حضور کے کچھ پوچھنے پر جب صحابہ اوسکا جواب نہیں دیسکتے تھے تو اپنی لاعلمی کا قابل قدر عذر اس طرح فرمایا کرتے تھے اللہ ورسولہ اعلم چنانچہ فاطمہ بنت قیس سے مسلم میں روایت ہے کہ ایک دفعہ منادی کے ذریعہ سے آپ نے لوگوں کو جمع فرمایا جب لوگ جمع ہوگئے تو بعد فراغ نماز آپ نے حاضرین سے پوچھا کہ جانتے ہو نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے حاضرین نے کہا اللہ ورسولہ اعلم اسکے بعد آپ نے دجال کے متعلق بہت سی غیبی خبریں لوگونکو بتلائی علاوہ ازیں احادیث صحاح میں بہتیرے موقع پر صحابہ کا اللہ ورسولہ اعلم کہنا ثابت ہوتا ہے آپ نے کبھی منع نہ فرمایا باوجودیکہ اللہ کے ساتھہ رسول کو اعلمیت میں شریک کرلیا تھا۔ اب چند اقوال فقہاء کرام وعلماء عظام کے بھی ملاحظہ فرمائیے جنسے اطلاق عالم الغیب کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت صریح لفظوں میں ثابت ہوتا ہے۔ اور اسکے ساتھہ ہی وہ شبہ بھی رفع ہوجائیگا جو درمختار اور فتاوی قاضی خاں کی عبارت سے پیدا ہوتا ہے کہ معتقد علم غیب کافر ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام یعلمون الغیب یعرض علیہم الاشیاء اور خزانۃ الروایات میں ہے وفی المضمرات الصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام یعلمون الغیب یعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا شامی میں ہے قال فی التاتارخانیہ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول وغیرہ ذلک من الکتب الفقہیہ دیکھو ان عبارتوں سے حضور کا عالم الغیب

عنہ مطابق اہلِ اعتقاد کے کفر ہونا اور بعض کتابوں میں جو لکھا گیا ہے اوسکا صحیح ہونا کیسے بیّن طریقے سے
ثابت ہے بحمد اللہ اسکے ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ شبہہ بھی رفع کر دیا جاے جو بخاری کی ایک حدیث سے پیدا
ہوتا ہے جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ چند لڑکیاں دف بجا کے ہمارے کشتگانِ غزوۂ بدر کا مرثیہ کہتی تہیں کہ انمیں سے کسی نے
یہ بھی کہنا شروع کیا وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اسے چھوڑ دو جو کہتی تہیں وہی
کہو بادی النظر میں یہ شبہہ نہایت قوی معلوم ہوتا ہے اور فی الحقیقت حضرات مخالفین کے استدلالات میں یہ حدیث
بہت بڑا سرمایۂ ناز ہے مگر غور و تدبر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس لفظ کے ممانعت کی اصلی وجہ یہ تہی کہ ضرب دف
کے ساتھ آپکی مدح ناموزوں و غیر مناسب تہی اگرچہ بعض علماء نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مطلق علم غیب کی اسناد
آپکی طرف تہی اور وہ مخصوص ذات باری سے ہے اسوجہ سے منع فرمایا چنانچہ علامہ مظہری وصاحب مرقاۃ و مفاتیح
نے تصریح کی بس مفاتیح شرح مصابیح کی عبارت یہ ہے وھذا الکراھۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام نسبۃ علم الغیب
الیہ مطلقا لانہ لا یعلمہ کلی الشیٔ الا اللہ وانما یعلم الرسول من الغیب ما اخبرہ اللہ تعالیٰ اولکراھۃ
ان یذکر فی اثناء ضرب الدف واثناء مرثیۃ القتلیٰ لعلو منصبہ عن ذالک صلی اللہ علیہ وسلم
ہر کیف دو وجہوں میں جو وجہ لیجاے نہ مثبت کے لئے مضر اور نہ منکر کے لیے مفید مگر غور کرنے سے پہلی وجہ زیادہ
دل نشین معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ لڑکیاں کشتگانِ بدر کا مرثیہ کہتی تہیں اور مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے
مقتولین کے بارے میں اس طرح پیشین گوئی فرمائی تہی کہ جو شخص جس زمین پر مرنے والا تہا وہاں ہاتھ رکھکر
ھذا مصرع فلان فرمایا تہا اور وہ وہیں مرا نہ وہاں سے ہٹا نہ بڑھا چنانچہ وہ پوری حدیث مسلم میں حضرت انس سے
منقول ہے اور حضرت انس نے حضور کے پیشین گوئی کے صداقت میں جو جملہ فرمایا ہے وہ یہ ہے فما ماط احدھم
عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس اگر کسی لڑکی نے مرثیہ کہتے کہتے حضور کی اوس پیشین
گوئی کا اظہار وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ سے کیا تو فی الواقع اوسنے ایک امر واقعی کا اظہار کیا پھر اوسپر روک ٹوک کی
کیا ضرورت ہے ہاں ضرور بات یہ تہی کہ اگرچہ اُن کا قول خلاف واقعہ نہ تہا مگر حضور کی مدح شریف ضمن مرثیہ میں

وہ بہی دف کے ساتہہ یہ خلاف شان اور بے محل تہی اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ اس واقعہ کو چہوڑ کر جو پہلے کہتی
تہیں وہی کہو دیکہو زین الحلم جرا۔ اب رہ گئی آیت قل لا اعلم الغیب لا استکثرت من الخیر سے مخالفین
یہ سمجہا کہ اس میں حکم ہوتا ہے کہ آپ کہدیجئے کہ میں غیب نہیں جانتا ورنہ بہت سی بہلائی جمع کر لیتا اور برائی
محفوظ رہتا اگر واقعی آپکا نفی علم غیب کے یہی مطلب ہے تو معاذ اللہ لازم آتا ہے کہ آپ کے نزدیک حضور انور صلی اللہ
علیہ وسلم بہت سی بہلائیوں سے محروم رہے اور بہت سی برائیوں سے بچ نہ سکے عیاذاً باللہ حالانکہ خدا نے
ظاہری باطنی نعمتیں پورے طور پر آپکو عطا فرمایا و اتممت علیکم نعمتی آپکی شان میں ارشاد فرمایا
اور بوعدہ واللہ یعصمک من الناس ہر شریر کی شر سے آپکو بچایا پس اصل مطلب آیہ کریمہ کا حکم نفی
علم استقلالی ہے۔ یا علی سبیل التواضع والادب آپ نے ایسا فرمایا دیکہو تفسیر خازن و نیشاپوری و شفا
قاضی عیاض اور اوسکی شرح نسیم الریاض وغیرہ من الکتب المعتبرہ۔

تیسری وجہ انکار کے متعلق صرف اتنی گذارش ہے کہ فاضل لکہنوی سے یہ نہایت حیرت انگیز و تعجب خیز
بات ظاہر ہوئی کہ اکابر علماء واجلہ فضلاء جیسے علامہ زرقانی و ابن حجر مکی وصاحب بیضاوی وغیرہ حضرات کی
تغلیط کرکے اونکی تعریف کو سفسطہ محض اور مغلطہ عظیمہ بتایا ہے اور خود غیب کی جو تفسیر بالرای فرمائی ہے
اوسکی نسبت ارشاد ہے خصنی بہ ربی یعنی اس تفسیر کیلئے پروردگار نے مجہے خاص کیا ہے۔ پس
ناظرین کو اسکے متعلق صرف اتنا سمجہ لینا کافی ہے کہ اکابر علماء نے جو تعریف غیب کی فرمائی ہے
اوس سے استقلالاً خدا کے لئے اور تعلیماً رسول کے لئے غیب کا اطلاق ہو سکتا ہے اور فاضل موصوف نے
جو تفسیر بالرای غیب کی فرمائی ہے اوس سے واقعی سوائے خداوند یکتا و بے ہمتا کے کوئی عالم الغیب عرضاً
و تعلیماً بہی نہیں ہو سکتا۔ مجہکو فاضل موصوف کے زہد و تقدس کا اعتراف کرتے ہوئے اوس تفسیر کے قبول
کر لینے میں کچہ بہی تامل نہوتا۔ بشرطیکہ علماء سابقین کی تفسیر میں کوئی نقص دکہلاتے اور اپنے دعوے
کو مدلل فرما دیتے مگر ایسا نہیں ہے پس دعوے بلا دلیل قبول خرد نہیں۔ پہر تعجب یہ ہے کہ التحقیق کے
صفحہ میں فاضل موصوف نے اپنی تفسیر کے منوانے پر بڑا زور دیکر فرمایا ہے۔ ان الحق مستقر علی
تفسیرنا السابق فعلیک بہ بالتوجیہ الفائق لان الحق بالحق لا بالرجال ومعرفۃ الحق بالرجال
لیس من داب اہل الکمال **فاقول** لا یمکن معرفۃ الحق الا بالرجال خصوصاً الرجال الکمال
والا بطلت الاحادیث والآثار لانہا وصلت الینا من الرجال الابرار والرواۃ الاخیار

معنے غیب کے معتبر کتب سے سن لیجئے مجمع بحار الانوار ج ۳ میں ہے کل ما غاب عن العیون سواء
کان محصلا فی القلوب او لا وھکذا فی النہایہ یعنی کل چیزیں جو آنکھوں سے غائب ہیں خواہ دلوں میں
اوسکا حصول ہو یا نہ ہو وہ غیب ہے اور غیب سے جو مراد ہے وہ تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہے والمراد بہ الخفی الذی
لا یدرکہ الحس ولا یقتضیہ بداھۃ العقل یعنے غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جو نہ حواس ظاہری یا
باطنی سے معلوم ہو اور نہ عقل سے اوسکے اسباب علامات معلوم ہوں اسی طرح تفسیر فتح العزیز وغیرہ کتب معتمدہ
میں لکھا ہے پس ایسی پوشیدہ چیز کو غیب اور اوسکے جاننے کو علم غیب کہتے ہیں خواہ خود جانے یا بتلانے سے جانے
پس خود بخود جان لینا صرف خدا کا کام ہے جو خود بخود موجود تھا اور ہے اور رہیگا جو کسی بات میں کسی کا محتاج
نہیں اور سب باتوں میں سب کوئی اوسکا محتاج ہے اور دونوں جہان میں اسکا راج ہے اُس شہنشاہ
بے پرواہ کی شان واللہ الغنی وانتم الفقراء اور ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء اور اسی آیت
و نیز آیات مذکورہ سابقہ کے موافق خدا جسکو اور جتنا چاہتا ہے غیب بتلا کر اوسکو بھی عالم الغیب
بنا دیتا ہے جس سے بمضمون ہو الذی جعلکم خلائف فی الارض اوسکی شان خلافت بہت بڑھ جاتی ہے
تعجب ہے کہ مظہر ذات خدا سردار انبیاء باعث ایجاد عالم فخر بنی آدم احمد مرتضی محمد مجتبی علیہ افضل الصلوۃ والثنا کو
عالم الغیب کہنے سے شرک کیونکر ہو جائیگا جبکہ قرآن میں بہتیرے خدائی ناموں سے آپ نامزد ہو چکے ہوں
جیسے رؤف رحیم خبیر و علیم بلکہ علماء کرام نے اسماء حسنی سے تیس نام سے زیادہ آپکا نام بتلایا ہے (دیکھو
مدارج النبوۃ وغیرہ) اور صحابہ کرام کا آپ پر علم غیب کا اطلاق کرنا پہلے گذر چکا نہ اون حضرات نے شرک کیا نہ وہ منع کئے گئے
خلاصہ یہ کہ صاحب بیضاوی وغیرہ کی تعریف مذکور سے ثابت ہوتا ہے کہ غیب کا علم دونوں طرح سے ہو سکتا ہے خواہ
خود جانے یا بتلانے سے جانے پہلا حقیقی و استقلالی و ذاتی ہے اور دوسرا اضافی و غیر استقلالی و عرضی ہے
و بینھما بون بین والفرق حق مبین کما لا یخفی علی الذکی الفطین اور غیب اضافی کا استعمال
کلام ذو الجلال میں بہت کثرت سے ہوا جیسے یؤمنون بالغیب وخشی الرحمن بالغیب وقانتات حافظات
للغیب وغیرہا چونکہ غیب اضافی میں انتہائی درجہ کا عموم ہے جس سے بعض حضرات کو یہ کہنے کا موقع ملگیا ہے کہ
ایسا غیب ہر شخص کو بلکہ صبی و مجنون و بہائم کو بھی ہوتا ہے اسکو کمالات نبویہ سے کیوں شمار کیا جاتا ہے پس گذارش
ہے کہ مثل حس و سماعت و بصیرت و بصارت وغیرہ اوصاف عامہ میں بحیثیت بشریت نبی اور غیر نبی سب برابر ہیں
مگر یہی اوصاف عامہ عام انسان کی معمولی صفتیں ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کمالات سے ہیں دیکھو

ہر انسان کا جسم سایہ دار ہے حضور کا جسم بے سایہ ہماری آنکھیں صرف آگے سے دیکھتی ہیں اور حضور کی آگے پیچھے
اور اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتی تھیں ہمارے کان محدود مسافت کی آواز سنتے ہیں حضور نزدیک
و دور سے یکساں سن لیتے تھے وغیرہ ذلک من الاوصاف العظیمۃ یظہر بہا الکمالات النبویۃ فکذا الکمال
علمہ کمالہ لا یساوی بحال الناس حالہ لان اللہ جل جلالہ اتم علیہ احسانہ الحمد لہ تحقیق
غیوب اطلاق غیب ختم ہوا مقدار علم نبوی کی تحقیق دیکھو۔

تحقیق مقدار علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اس بیان میں مثبتین کے تین گروہ ہیں ایک کا یہ خیال ہے کہ آپکو کل غیوب کا علم دیا گیا اور اپنی سند میں فتجلی لی کل
شیء وعلمت علم الاولین والآخرین وعلمت ما فی السموات والارض وغیرہا پیش کرتے ہیں دوسرے کا اعتقاد
ہے کہ بعض غیوب کا علم تھا اور ان دلائل کے جواب میں کہتے ہیں کہ لفظ کل وما سے عموم حقیقی مراد نہیں ہے بلکہ اضافی
ہے یعنی لوازمات نبوت سے جتنے امور ہیں اُن سب کا علم تھا جیسے بلقیس کی سلطنت کے بیان میں اوتیت کل شیء
سے لوازمات سلطنت کی کل چیزیں مراد ہیں پس گویا اس گروہ کا یہ خیال ہے کہ نبوت کے متعلق کل غیوب اور
علاوہ اسکے بعض غیوب کا علم تھا کیونکہ بعد نزول جمیع قرآن و اکمال دین و وفات شریف سے قریب تین ماہ پیشتر
حضور نے حجۃ الوداع میں فرمایا لو انی استقبلت من امری ما استدبرت یعنی جو مجھے پیچھے معلوم ہوا وہ
اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو میں ایسا ایسا کرتا وغیر ذلک من الواقعات بیان کرتے ہیں مگر قائلین کل غیوب انپر ذرا بھی
توجہ نہیں فرماتے اس قسم کے واقعات ایک دو نہیں اگر دو چار ہزار بھی پیش کریں تو وہ دو باتوں میں جواب
دیکر فرصت پا جاتے ہیں اول یہ فرماتے ہیں کہ علم کے لئے حفظ لازم نہیں البتہ آپکے لئے صرف قرآن کا علم ایسا تھا
کہ حسب وعدہ خداوندی سَنُقرِئُکَ فَلَا تَنسیٰ اسکو آپ نہیں بھول سکتے تھے باقی علوم میں یہ حکم نہ تھا۔
بخاری کی حدیث ہے انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا نسیت فذکرونی یعنی میں بھی بھول جاتا ہوں
جسطرح تم بھول جاتے ہو پس جب میں بھولوں تو یاد دلادو۔ دوسرے علوم غیبیہ کی تین قسم تھی اول واجب الاظہار
دوسرے واجب الکتمان تیسرے میں اختیار دیکھو مدارج جلد اول ص ۲۰۳ ممکن ہے کہ کسی بات کا نہ بتلانا دوسری یا
تیسری قسم سے ہو تیسرے گروہ کا اعتقاد ہے کہ بندۂ عاجز کی طاقت کیا اور کسی لیاقت کتنی کہ علوم نبویہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا اندازہ لگائے اور اتنا ہوتا بلکہ مصداق ان ہم الا یخرصون اپنے کو انکل باز بنائے حق یہ ہے کہ دینے والا جانے
یا لینے والا تیسرا کون ہے بولنے والا۔ بتلانے والے نے ہماری لیاقت دیکھکر اجمالا فرمایا وعلمک ما لم تکن تعلم وکان
فضل اللہ علیک عظیما اوحی الی عبدہ ما اوحی ہذا ہو الحق والا یجی فی الآخرۃ والاولی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ　　　　محمد رسول اللہ

تعالیٰ شانہ عم نوالہ　　　　صلی اللہ علیہ وسلم

عقیدہ نامہ

فی زماننا عقائد بہت مختلف ہو رہے ہیں اور کل اعمال کا مدار درستی عقیدہ پر ہی ہے لہٰذا ہم گنہگاروں کو یہ
ضرورت معلوم ہوئی کہ برادرانِ اہل سنت والجماعت کیلئے مختصر عقیدہ نامہ لکھا جائے تاکہ اسکے مطابق کاربند ہو کر بہ
کسی کی نہ سنیں حقیقت میں یہ جنتی عقیدے ہیں مسلمان انکو پڑھیں اور پڑھاویں اور سنیں اور سنائیں
(۱) ایک خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ اپنی ذات و صفات میں بے مثل ہے۔ اوسکی کل صفات قدیم ہیں بغیر
آنکھ کے دیکھتا ہے بغیر کان کے سنتا ہے بغیر منہ کے بولتا ہے بے ہاتھ پاؤں جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اوسکو حکم یا منع کرنیوالا نہیں ہے
نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا ہے ہر جگہ ہے کہیں ہی نہیں۔ دنیا میں اسکو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ نفع و نقصان عزت
و ذلت کا وہی مالک ہے نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ اوپر کسی کا دباؤ ہے۔ ایک ذرہ کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ بندوں پر
تکلیف و مصیبت باعث اجر و رحمت ہے سوا اسکے کسی کی عبادت جائز نہیں (۲) محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خدا کے خاص بندے اور سچے رسول ہیں آپ سے افضل کوئی ہوا نہ ہے نہ ہوگا۔ خدا جس طرح سب مخلوق
کا خالق ہے اوسی طرح آپ سب مخلوق کے رسول ہیں آپکی اطاعت و تعظیم ظاہراً و باطناً فرض ہے صراحۃً اشارۃً ذرہ سی
بھی آپکی توہین کفر ہے۔ نبوت آپ پر ختم ہوگئی جو اسکا دعویٰ کرے کافر ہے معجزہ شق القمر اور مردوں کا زندہ کرنا درختوں
پتھروں کا سلام اور کلام کرنا غیب کی خبروں کا بتلانا وغیرہ معجزات بحکم خدا ظاہر ہوئے سب حق ہیں معراج بدنی
حق ہے۔ قبر شریف میں زندہ ہیں درود و سلام کو سنتے ہیں زیارت کرنیوالوں کو پہچانتے ہیں زیارت کیواسطے
مدینہ کا سفر بہت بہتر ہے۔ جن چیزوں کو آپ سے ذرا سا بھی لگاؤ ہے اوسکی تعظیم ضروری ہے۔ آپ دیکھنے میں بشر حقیقت میں
نور تھے۔ خدا نے جس طرح اپنی خدائی کا تمام لوگوں سے اقرار لیا اوسی طرح تمام نبیوں سے آپکی تعظیم کا اقرار لیا (۳)
آپکے پہلے جتنے انبیاء ہوئے وہ سب اور اونکی کتابیں حق ہیں اور قرآن پاک سب کتابوں سے افضل ہے جو جبرئیل
علیہ السلام کے ذریعہ سے حضور پر نازل ہوا اس میں ایک حرف و نقطہ کی کمی بیشی نہ ہوئی نہ ہوگی اور احادیث

شریف جو سند صحیح سے ثابت ہیں یہ بھی ایک قسم کی وحی ہے آپ پر وارد ہوئیں اور حق ہیں قرآن و حدیث سے یقینی
قطعاً ثابت ہوں اوسکا انکار اگرچہ تاویل ہو کفر ہے (۴) کل فرشتے مخلوق خدا ہیں [illegible] بیٹے ہیں
ہمیشہ خدا کی تعریف میں رہتے ہیں (۵) تقدیر خیر و شر حق ہے اور تقدیر کے یہ معنی کہ بندہ دنیا میں آکر جو نیک
و بد کرنیوالا تہا وہ خدا کو معلوم تہا اوس کو خدا نے لکہدیا کہ فلان نیک ہے اور فلاں بد مگر خدا نے بندوں کو مجبور نہیں
بنایا بلکہ انکو عقل دی [illegible] ورنہ قرآن و پیغمبر کے بہیجنے کی کیا ضرورت تہی تقدیر میں بہت غور و فکر
نہ کرنا چاہئے (۶) قیامت کا ہونا اور مرنے کے بعد پھر اسی بدن کے ساتھ جی کر اوٹہنا اور خدا کے سامنے ذرہ ذرہ کا حساب دینا
اور موافق اعمال کے بدلہ ملنا اور جنت و دوزخ و پل صراط اور قبر میں منکر نکیر کا سوال اور قبر و عذاب قبر و مردوں کا سننا سب حق ہے
قیامت میں بحکم خدا ہمارے نبی گنہگاروں کی شفاعت کرینگے اور قیامت کے قریب امام مہدی کا ظاہر ہونا انکے بعد حضرت عیسیٰ
کا آسمان سے اوتر آنا اور دجال کو قتل کرنا اور سب کا ایک دین اسلام پر ہو جانا حق ہے (۷) حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و
علی رضی اللہ عنہم اسی ترتیب کے ساتھ خلیفہ ہوئے اور اسی ترتیب کے ساتھ وہ تمام دنیا سے افضل ہیں عشرہ مبشرہ قطعی جنتی
ہیں اور تمامی اہل بیت و صحابہ واجب التعظیم ہیں اور اہل بیت سے مراد آپکی خاص بیبیاں ہیں اور بیٹیاں حسنین علی و فاطمہ رضی اللہ
عنہم بہی اہل بیت میں شامل ہیں آپکی بیبیاں بحکم قرآن تمام مومنین کی مائیں ہیں انپر بغض و طعن حرام ہے بڑا ولی صحابہ کے
درجہ کو نہیں پہنچ سکتا (۸) اولیاء کرام واجب التعظیم ہیں انکی ساری کرامتیں حق ہیں انکی شان میں گستاخی و بے ادبی
باعث قہر خداوندی ہے جو صوفی خلاف شرع کرے وہ گمراہ ہے شریعت و طریقت کو دو سمجھنا کہلی گمراہی ہے اگر کوئی ہوا پر اڑے
دریا میں چلے مگر نماز و شرع کا پابند نہیں ہے وہ سخت گمراہ ہے صوفیوں کے سلسلے اور ان سے بیعت حق اور مفید ہے بشرطیکہ شرع شریف
کا پابند ہو عرس اولیاء وغیرہ جائز ہے بشرطیکہ باجہ وغیرہ بدعات و ممنوعات شرعیہ سے خالی ہو بعض اولیاء کرام سے وہ افعال
جو غلبہ حال و کیفیت جذب میں کبہی صادر ہو گئے ہیں جیسے بوسہ و طواف وغیرہ بہ نیت فیض و کشف انکی نقل کسی صحیح
الحواس اور باہوش کیلئے ہرگز مفید نہیں بلکہ بخیال اصلاح عوام و اظہار شریعت جو ظاہر پر مبنی ہے ترک [illegible] ہے اولیاء
کرام کی جیسے تعظیم انکی حیات میں تہی ویسی ہی بعد وصال [illegible] بزرگوں نے قاعدہ بتلایا کہ [illegible] مزار پر
کوئی حاضر ہو تو مزار شریف سے کچھ فاصلہ پر سلام عرض کرے اور کچھ پڑھکر ایصال ثواب کرے اور انکے وسیلہ سے دعا مانگے نفع ہوگا
مزارات اولیاء کی حاضری حقیقت میں نہایت مفید ہے ادب و تواضع و تعظیم کا خوب خیال رہے (۹) کسی شخص کو بغیر تقلید
امام کے چارہ نہیں علماء امت کا اتفاق ہو گیا ہے کہ اہل سنت و الجماعت حنفی شافعی مالکی حنبلی میں منحصر ہیں جو اس چار سے
خارج وہ دائرہ حق سے خارج ہے اور رافضی نیچری قادیانی کل نئے فرقے باطل ہیں (۱۰) مجلس میلاد شریف اور قیام حق
ہے البتہ واعظ متدین باعمل متقی ہو اور غلط روایات پڑہنے سے سخت احتیاط کرے اسی طرح جلسہ قرآن خوانی سوم و چہلم وغیرہ
بہی جائز ہے اور قرات قرآن و صدقہ وغیرہ سے مردوں کو ضرور نفع ہوتا ہے تنبیہ بہت بہتر یہ ہے کہ چہلم [illegible]

خادم المسلمین - بندہ اثیم ابو نعیم محمد ابراہیم غفر اللہ لہ بفضلہ العمیم حنفی چشتی نظامی بنارسی